ماہنامہ

تحریک جدید ربوہ

تبلیغ 1353 ہجری شمسی

فروری 1974ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

-: ایڈیٹر :-

نسیم سیفی

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

وکیل اعلیٰ

جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر فرما رہے ہیں۔ تقریر اندر ملاحظہ فرمائیں

Sahibzada Mirza Mubarak Ahmad
Vakil-i-Aala
delivering his speech at the Jalsa Salana

احباب جماعت کے نام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

کا نہایت ضروری اور اہم پیغام

مخلصین جماعت 'صد سالہ جشن فنڈ' میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں
اس فنڈ کے وعدہ جات مجھے مجلس مشاورت سے قبل بھجوا دئے جائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

ھُوَالنَّاصِر خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

برادران کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعتہائے بیرون کی تربیت اور اشاعت اسلام کے کام کو تیز تر کرنے اور غلبہ اسلام کے دن کو قریب سے قریب تر لانے کی ایک مہم کا آغاز کرتے ہوئے ایک بہت بڑے منصوبے کا اعلان کیا تھا اس ضمن میں میں نے مخلصین جماعت سے آئندہ سولہ سال میں اس عظیم منصوبہ کی تکمیل کیلئے اڑھائی کروڑ روپیہ جمع کرنیکی اپیل کی تھی اور ساتھ ھی اللہ پر توکل کرتے ہوئے یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ انشاءاللہ یہ رقم پانچ کروڑ تک پہنچ جائیگی۔ اس اعلان کے ذریعہ میں مخلصین جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

اس سلسلہ میں دوست تین باتیں یاد رکھیں۔

۱۔ ''صدسالہ جشن فنڈ'' کے وعدہ جات مجھے مجلس مشاورت سے قبل بھجوا دئے جائیں۔

۲۔ وعدہ جات بھجواتے ہوئے صرف موجودہ آمد ھی کو مدنظر نہ رکھا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور اسی کے بھروسے پر آئندہ سولہ سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر جو بے انتہاء فضل اور رحمتیں نازل فرمائے گا اور آپکی آمدنیوں میں آپکی امید سے کہیں بڑھ کر برکتیں دے گا انہیں بھی مد نظر رکھ کر وعدہ بھجوایا جائے!

۳۔ اس سلسلہ میں نقد رقوم اور چیک (اس ھدایت کے ساتھ کہ یہ رقم صد سالہ جشن فنڈ کی مد میں داخل کی جائے) براہ راست افسر صاحب خزانہ صدرانجمن احمدیہ کے نام بھجوائی جائیں!!

اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص میں برکت دے اور آئندہ آپ کو پہلے سے کہیں بڑھ کر قربانیاں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان قربانیوں کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین

مرزا ناصر احمد
(خلیفۃ المسیح الثالث)

(۱۰ صلح ۱۳۵۳ھش (جنوری ۱۹۷۴ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

تبلیغ ۱۳۵۳ھ ش

(فروری ۱۹۷۴ء)

جلد ۱۰ ❖ شمارہ ۲

ایڈیٹر

نسیم سیفی

سالانہ چندہ ـــــ ۲ روپے

فی پرچہ ـــــ ۲۰ پیسے

ترتیب

- ذکرِ حبیبؐ — ص ۲
  (تقریر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء)
- ایک حقیقت (نظم) — ص ۲۱
- مکتوبِ گیمبیا — ص ۲۲
- اشتہارات — ص ۲۳

پبلشر:- عبداللطیف خان

پرنٹر:- سید عبدالحی

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ تحریکِ جدید

دفاتر تحریکِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

تاریخ اشاعت:- ہر ماہ کی دس تاریخ

فون نمبر:- ۶۷۸

رجسٹرڈ نمبر ایل:- ۷۶۷۶

کتابت:- حمید الدین

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء

ذکر حبیب علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر و وکیل اعلیٰ)

گذشتہ سال سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو پہلو اہلی زندگی اور تربیتِ اولاد بیان کرنے کی سعادت پائی تھی آج کی صحبت میں حضور علیہ السلام کی سیرۃ و اخلاق کے مزید سات پہلو بیان کرنے کے لئے حاضر ہوں۔

(۱) والدین کی خدمت اور اطاعت

(۲) بچوں سے شفقت

(۳) اقرباء سے حسنِ سلوک

(۴) مخالفین اور غیر مذاہب والوں سے حسنِ سلوک۔

(۵) دوستی

(۶) خدام نوازی

(۷) مہمان نوازی

گذشتہ سال کی تقریر حضور علیہ السلام کی سیرت و اخلاق کے دو بنیادی پہلوؤں سے تعلق رکھتی تھی بنیادی اس لئے کہ کسی بھی شخص کے اخلاق و کردار کو جاننے پرکھنے اس کی وسعت کو معلوم کرنے کے لئے اس کی خلوت کی گھڑیوں پر نظر ڈالنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ گھریلو زندگی ہی انسان کے اعلیٰ اخلاق کی صحیح عکاسی کر سکتی ہے۔

اب میں حضور علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ سے اُن سات پہلوؤں پر کچھ عرض کروں گا جو اُوپر بیان کر چکا ہوں۔

۱۔ والدین کی خدمت اور اطاعت

۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء یوم عید الاضحیٰ کے موقع پر حضورؑ نے فرمایا کہ:۔

"پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی یہ ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی کے لئے بسا اوقات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔

بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے صرف اپنی والدہ کی خدمت گذاری اور

فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو یہ ایک عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔"

"ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟.... میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا اور رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے ورنہ اختیار ہے ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۹۵، صفحہ ۲۹۶)

ایک مرتبہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ قادیان تشریف لائی ہوئی تھیں حضرت مولوی صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں اپنی والدہ کی پیری اور ضعف کا اور ان کی خدمت کا جو وہ کرتے ہیں ذکر کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا:۔

"والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گذر گیا پر اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گذر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم و غم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو چیچک ہو، ہیضہ ہو۔ طاعون ہو۔ ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔ ہماری لڑکی کو ایک دفعہ ہیضہ ہو گیا تھا ہمارے گھر سے اس کی تمام قے وغیرہ اپنے ہاتھ پر لیتی تھیں۔ ماں سب تکالیف میں بچہ کی شریک ہوتی ہے۔ یہ طبعی محبت ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری محبت مقابلہ نہیں کر سکتی۔"

حضور علیہ السلام کو اپنی زندگی کے ابتدائی چند سالوں میں اپنے والد محترم کی خدمت کا موقع بھی میسر آیا۔ گو فطرتاً حضور علیہ السلام کو دنیا اور دنیا کے کاموں سے کوئی لگاؤ نہ تھا لیکن صرف حصولِ ثواب کے لئے حضورؑ نے اپنے والد محترم کی مرضی اور منشاء کے مطابق پورے انہماک سے وہ خدمت سرانجام دی جو اُن کے سپرد کی گئی تھی۔

(حضورؑ نے اپنی تصنیف کتاب البریہ میں خود اس بارہ میں تحریر فرمایا ہے)

حضورؑ فرماتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"میرے والد صاحب اپنے آباء و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقتِ عزیز میرا ان بے سُود جھگڑوں میں ضائع ہو گیا اور اسکے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دُنیا کے لئے بلکہ محض ثوابِ اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا تھا اور اُن کے لئے دُعائیں بھی مشغول رہتا تھا اور وہ مجھے دِلی یقین سے برّ بالوالدین جانتے تھے۔"

حضور علیہ السلام کی زندگی کے یہ ایام دست بکار و دل بایار کے مصداق تھے لیکن والد صاحب کی وفات کے بعد دُنیا اور دُنیا کے کاموں سے کُلیتہً کنارہ کش ہو کر دست کار یار میں اور دل یاد یار میں محو ہو گئے اور یہی آپ کی زندگی کا مقصود اور مدّعا تھا۔

اب میں امرِ دوم یعنی بچّوں سے شفقت، محبت اور سلوک کے بارہ میں چند روایات پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ الحکم میں تحریر فرماتے ہیں :-

"محمود (حضرت خلیفہ ثانی) چار ایک برس کا تھا۔ حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچّوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسوّدات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مشغول ہیں۔ سر اُٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بُجھ گئی اور قیمتی مسوّدے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچّوں کو کسی اَور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاقِ عبارت کے ملانے کے لئے کسی گذشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ اِس سے پوچھتے ہیں خاموش! اُس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے۔ آخر ایک بچّہ بول اُٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دئے۔ عورتیں، بچّے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں کہ اب کیا ہوگا اور درحقیقت عادتاً بُری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہیئے تھا مگر حضرت مُسکرا کر فرماتے ہیں "خوب ہوا۔ اِس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہو گی۔ اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔"

(سیرت مسیح موعود از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سے روایت

ہے کہ :-

"آپ بچوں کی خبر گیری اور پرورش اس
طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان
کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو
نہ ہوگی۔ اور بیماری میں اِس قدر توجہ کرتے ہیں
اور تیمارداری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ
گویا اَور کوئی فکر ہی نہیں۔ مگر باریک بین دیکھ
سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور
خدا کے لئے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور
پرورش مدِ نظر ہے۔ آپ کی پلوٹھی بیٹی عصمت
لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی آپ اُس کے
علاج میں یوں دوا دہی کرتے کہ گویا اس کے بغیر
زندگی محال ہے اور ایک دنیادار دنیا کی عرف
اور اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس
سے زیادہ جانکاہی کر ہی نہیں سکتا۔ مگر جب وہ
مرگئی آپ یوں الگ ہوگئے کہ گویا کوئی چیز تھی
ہی نہیں اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ
کوئی لڑکی تھی۔"

"اِسی طرح صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
کی علالت کے ایام میں آپ نے شبانہ روز اپنے
عمل سے دکھایا کہ اولاد کی پرورش اور صحت
کے لئے ہمارے کیا فرائض ہیں۔"

(سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی صاحب عرفانی)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب اپنی تصنیف
سیرت مسیح موعودؑ حصہ سوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"آپ بچوں کو گود میں اُٹھائے ہوئے باہر
نکل آیا کرتے تھے اور سیر میں بھی اُٹھا لیا کرتے
اِس میں کبھی آپ کو تأمل نہ ہوتا تھا۔ اگر چہ خدام
جو ساتھ ہوتے وہ خود اُٹھانا اپنی سعادت سمجھتے
مگر حضرت بچوں کی خواہش کا احساس یا ان کے
اصرار کو دیکھ کر آپ اُٹھا لیتے اور اُن کی خوشی
پوری کر دیتے۔"

بچوں کا مناسب احترام اُن میں خود اعتمادی
پیدا کرنے کے لئے ضروری امر ہے جس کی طرف احمدی والدین
کو توجہ کرنی چاہیئے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ یا تو والدین
بچوں کے سوالات کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے یا سختی سے
روک دیتے ہیں یہ طریق بچوں کی ذہنی نشوونما اور خود اعتمادی
کے لئے ضرر رساں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
عمل سے جماعت کی اِس جہت میں بھی راہنمائی ملتی ہے!

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ
عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ
عنہ نے بیان فرمایا کہ :-

"جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ
میں دعویٰ مسیحیت شائع کیا تو اُن دنوں میں چھوٹا
بچہ تھا اور شاید تیسری جماعت میں پڑھتا تھا مجھے
اس دعویٰ سے کچھ اطلاع نہ تھی۔ ایک دن میں
مدرسہ گیا تو بعض لڑکوں نے مجھے کہا کہ وہ جو قادیان
کے مرزا صاحب تمہارے گھر میں ہیں انہوں نے
دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عیسےٰ فوت ہوگئے ہیں اور
یہ کہ آنے والے مسیح وہ خود ہیں میں نے اُن کی

تردید کی کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے حضرت عیسٰی
Digitized by Khilafat Library Rabwah
تو زندہ ہیں اور آسمان سے نازل ہوں گے۔

خیر جب مَیں گھر آیا تو حضرت صاحب بیٹھے ہوئے تھے مَیں نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ مَیں نے سُنا ہے آپ کہتے ہیں کہ آپ مسیح ہیں؟ میرا یہ سوال سُنکر حضرت خاموشی کے ساتھ اُٹھے اور کمرے کے اندر الماری سے ایک نسخہ فتح اسلام لاکر مجھے دے دیا اور فرمایا اِسے پڑھو۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے کہ آپ نے ایک چھوٹے بچّہ کے معمولی سوال پر اِس قدر سنجیدگی سے توجہ فرمائی ورنہ یونہی کوئی بات کہہ کر ٹال دیتے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ از عرفانی صاحب)

۳۔ اقرباء سے حُسنِ سلوک

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف سیرت المہدی حصّہ دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

خواجہ عبدالرحمٰن صاحب متوطن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ مکرمی لسّہ ڈار ساکن آسنبور کشمیر اپنے بھائی حاجی عمر ڈار صاحب سے روایت کرتے تھے کہ جب مَیں پہلی دفعہ قادیان میں بیعت کے لئے آیا تو میرے یہاں پہنچنے کے بعد جو پہلی تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی وہ حقوق اقرباء کے متعلق تھی۔ چونکہ مَیں نے اپنے بھائی کا کچھ حق دبایا ہوا تھا مَیں سمجھ گیا اور کشمیر پہنچ کر اُن کا حق ان کو ادا کر دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء و مرسلین سے اصلاحِ خلق کا کام لینا ہوتا ہے اِس لئے وہ عموماً ایسا تصرّف کرتا ہے کہ جو کمزوریاں لوگوں کے اندر ہوتی ہیں انہی کے متعلق اُن کی زبان پر کلام جاری کر دیتا ہے جس سے لوگوں کو اصلاح کا موقع مِل جاتا ہے۔"

سیرۃ المہدی حصّہ دوم میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اقرباء سے حُسنِ سلوک کا ایک بہت ہی پیارا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابتدائی ایّام کا ذکر ہے کہ والد بزرگوار (یعنی خاکسار کے نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم) نے اپنا ایک بانات کا کوٹ جو مستعمل تھا ہمارے خالہ زاد بھائی سید محمد سعید کو جو اُن دنوں قادیان میں تھا کسی خادمہ عورت کے ہاتھ بطور ہدیہ بھیجا۔ محمد سعید نے نہایت حقارت سے وہ کوٹ واپس کر دیا اور کہا کہ مَیں مستعمل کپڑا نہیں پہنتا۔ جب وہ خادمہ یہ کوٹ واپس لا رہی تھی تو راستہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میر صاحب نے یہ کوٹ محمد سعید کو بھیجا تھا مگر اُس نے واپس

کر دیا ہے کہ مَیں اُترا ہُوا کپڑا نہیں پہنتا۔ حضرت
صاحب نے فرمایا کہ اِس سے میر صاحب کی
دِل شکنی ہو گی تم یہ کوٹ ہمیں دے جاؤ ہم
پہنیں گے اور اُن سے کہہ دینا کہ مَیں نے رکھ
لیا ہے۔"

یہ ایک انتہائی شفقت اور دلداری کا اظہار تھا کہ
حضرت مسیح موعودؑ نے یہ مستعمل کوٹ خود اپنے لئے رکھ لیا
تا حضرت نانا جان کی دل شکنی نہ ہو ورنہ حضرت مسیح موعودؑ
کو کوٹوں کی کمی نہ تھی۔ حضورؑ کے خدام حضورؑ کی خدمت میں
بہتر سے بہتر کوٹ پیش کرتے رہتے تھے اور ساتھ ہی یہ
انتہائی سادگی اور بے نفسی کا بھی اظہار تھا کہ دین کا بادشاہ
ہو کر اُترے ہوئے کوٹ کے استعمال میں تأمل نہیں کیا۔

یہ واقعہ جن بزرگ کے متعلق ہے وہ حضور
علیہ السلام کے خُسر بھی تھے اور بیعت کنندگان میں شامل
اور حضورؑ کے مریدوں میں سے تھے۔ آئیں اب دیکھیں کہ
حضورؑ کے وہ رشتہ دار جو نہ صرف یہ کہ جماعت میں شامل
نہ تھے بلکہ عداوت اور دشمنی میں کسی اَور سے پیچھے نہ تھے
کوئی موقع ایسا نہیں آیا کہ وہ ایذاء دہی کر سکتے ہوں
اور اس سے باز رہے ہوں۔ ان کی عداوت شقاوت
کا رنگ رکھتی تھی اُن سے حضور علیہ السلام کا کیسا معاملہ
تھا۔ ایک واقعہ کا ذکر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
نے اِن الفاظ میں کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"وہ گلی جو بازار اور جامع مسجد کو جاتی ہے
ایک شارع عام تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے چچازاد بھائیوں میں سے مرزا امام الدین کو

حضرت صاحب اور سلسلہ کے ساتھ عداوت اور
عناد تھا اور وہ کوئی دقیقہ تکلیف دہی کا اُٹھا نہ
رکھتے تھے۔ ایک دفعہ اُس نے اپنے دوسرے
بھائیوں کے ساتھ مِل کر اُس راستہ کو جو بازار
اور مسجد مبارک کا تھا ایک دیوار کے ذریعہ بند
کر دیا۔ دیوار ہماری آنکھوں کے سامنے بن
رہی تھی اور ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اس کی یہ
وجہ نہ تھی کہ ہم کچھ نہ کر سکتے تھے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ
علیہ السلام کی تعلیم تھی کہ شر کا مقابلہ شر سے نہ
کرو ورنہ اگرچہ جماعت اُس وقت بہت قلیل
تھی اور قادیان میں بہت ہی تھوڑے آدمی تھے
لیکن اگر اجازت ہوتی تو وہ دیوار ہرگز نہ بن
سکتی... غرض وہ دیوار چن دی گئی اور اس طرح
ہم سب کے سب پانچ وقت کی نمازوں کے لئے
مسجد مبارک میں جانے سے روک دیئے گئے اور
مسجد مبارک کے لئے حضرت صاحب کے مکانات
کا ایک چکّر کاٹ کر آنا پڑتا تھا... جماعت میں
بعض کمزور اور ضعیف العمر انسان بھی تھے بعض
نابینا تھے اور بارشوں کے دن تھے راستہ میں
کیچڑ ہوتا تھا اور بعض بھائی گر بھی پڑتے تھے
جس سے اُن کے کپڑے گارے کیچڑ میں لت پت
ہو جاتے تھے۔ ان تکلیفوں کا تصور بھی آج مشکل
ہے۔ غرض وہ دیوار ہو گئی راستہ بند ہو گیا
اور پانی تک بند کر دیا گیا آخر محمود اُ عدالت
میں جانا پڑا اور عدالت کے فیصلہ کے مطابق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود دیوار بنانے والوں کو اپنے ہی ہاتھ سے
دیوار گرانا پڑی۔ عدالت نے نہ صرف دیوار گرانے
کا حکم دیا بلکہ حرجانہ اور خرچہ کی ڈگری بھی
فریقِ ثانی پر کر دی۔ حضرت اقدس نے کبھی اس
خرچہ اور حرجانہ کی ڈگری کا اجراء پسند نہ فرمایا
یہاں تک کہ اس کی میعاد گذرنے کو آ گئی۔ اُس
وقت خواجہ کمال الدین صاحب نے اِس خیال
سے کہ میعاد گذر نہ جائے اس کے اجراء کی
کارروائی کی اور اس میں حسبِ ضابطہ نوٹس
مرزا نظام الدین صاحب کے نام جاری ہوا۔
حضرت اقدس کو اِس واقعہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ مرزا
نظام الدین صاحب کو جب نوٹس ملا تو انہوں
نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط لکھا
اُس کا مضمون یہ تھا کہ دیوار کے مقدمہ کے خرچ
وغیرہ کی ڈگری کے اجراء کا نوٹس میرے نام آیا
ہے اور میری حالت آپ کو معلوم ہے۔ اگرچہ
مَیں قانونی طور پر اِس روپیہ کے ادا کرنے کا
پابند ہوں اور آپ کو بھی حق ہے کہ آپ
وصول کریں۔ مجھ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہماری
طرف سے ہمیشہ آپ کو کوئی نہ کوئی تکلیف
پہنچتی رہی ہے مگر یہ بھائی صاحب (یعنی مرزا
نظام الدین صاحب) کی وجہ سے ہوتا تھا۔
مجھ کو بھی شریک ہونا پڑتا تھا۔ آپ رحم کر کے
معاف فرماویں۔ حضرت اقدس اُس وقت گورداسپور
میں مقیم تھے۔ حضرت اقدس کے پاس جس وقت یہ
خط پہنچا تو آپ نے سخت رنج کا اظہار فرمایا کہ
کیوں اجراء کرائی گئی ہے مجھ سے کیوں دریافت
نہیں کیا گیا۔ خواجہ صاحب نے یہ عذر کیا کہ محض
میعاد کو محفوظ کرنے کے لئے ایسا کیا گیا۔ الّا اجراء
مقصود نہ تھا۔ حضرت اقدس نے اِس عذر کو بھی
پسند نہ فرمایا اور فرمایا کہ آئندہ کبھی اِس ڈگری
کو اجراء نہ کروایا جائے ہم کو دنیاداروں کی طرح
مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں انہوں
نے اگر تکلیف دینے کے لئے کوئی حرکت کی تو ہمارا
یہ کام نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اِس غرض کے
لئے دنیا میں نہیں بھیجا۔" اور اُسی وقت ایک مکتوب
مرزا نظام الدین صاحب کے نام لکھا اور مولوی
یار محمد صاحب کو دیا کہ وہ جہاں ہوں ان کو فوراً
جا کر وہاں پہنچائیں۔"

"اِس خط میں حضور علیہ السلام نے مرزا
نظام الدین صاحب سے ہمدردی کا اظہار فرمایا
تھا اور تحریر فرمایا تھا کہ اِس ڈگری کا کبھی اجراء
نہیں کروایا جائے گا اور سب کچھ معاف فرمایا تھا۔"

۴۔ مخالفین اور غیر مذاہب والوں سے حُسنِ سلوک

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک
واقعہ بیان فرمایا ہے جو سیرت المہدی حصہ دوم میں درج
ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے بیان کیا کہ:۔

"ایک دفعہ ایک ہندوستانی مولوی قادیان
آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس معاند

ہو کر کہنے لگا کہ میں ایک جماعت کی طرف سے
نمائندہ ہو کر آپ کے دعویٰ کی تحقیق کے لئے آیا
ہوں اور پھر اُس نے اختلافی مسائل کے متعلق
گفتگو شروع کر دی اور وہ بڑے تکلف سے
خوب بنا بنا کر موٹے موٹے الفاظ استعمال کرتا
تھا۔ اس کے جواب میں جو حضرت صاحب نے کچھ
تقریر فرمائی تو وہ آپ کی بات کاٹ کر کہنے لگا
کہ آپ کو مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ ہے مگر
آپ الفاظ کا تلفظ بھی اچھی طرح نہیں ادا
کر سکتے۔ اُس وقت مولوی عبداللطیف صاحب
شہید (حضرت مولوی صاحب جماعت کے پہلے
شہید ہیں جن کو کابل میں والیٔ کابل امیر حبیب اللہ
نے احمدیت کی وجہ سے سنگسار کروا دیا تھا)
بھی مجلس میں حضرت صاحب کے پاس بیٹھے تھے
اُن کو بہت غصہ آگیا اور انہوں نے اسی جوش
میں اُس مولوی کے ساتھ فارسی میں گفتگو شروع
کر دی۔ حضرت اقدس نے مولوی عبداللطیف
صاحب کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا اور پھر کسی دوسرے
وقت جبکہ مولوی عبداللطیف صاحب مجلس میں
موجود نہ تھے فرمانے لگے کہ اُس وقت مولوی
صاحب کو بہت غصہ آگیا تھا چنانچہ میں نے
اِس ڈر سے کہ کہیں وہ اس غصہ میں اس مولوی
کو کچھ مار ہی نہ بیٹھیں مولوی صاحب کے ہاتھ کو
اپنے ہاتھ میں دبائے رکھا تھا۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۵۲)

میرٹھ شہر سے ایک شخص احمد حسین شوکت نامی نے
ایک اخبار شحنۂ ہند جاری کیا ہوا تھا حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی مخالفت میں اُس نے اپنے اخبار کا ضمیمہ جاری
کیا جس میں ہر قسم کے گندے مضامین مخالفت میں شائع کرتا
اور اس طرح پر جماعت کی دل آزاری کرتا۔ میرٹھ کی جماعت
کو خصوصیت سے تکلیف ہوتی کیونکہ وہاں سے ہی یہ گندہ
پرچہ نکلتا تھا۔ ۲ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے کہ میرٹھ کی
جماعت کے پریذیڈنٹ شیخ عبدالرشید صاحب نے حضرت
اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ
ضمیمہ شحنۂ ہند کے توہین آمیز مضامین پر عدالت میں نالش
کروں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔

"ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے۔ یہ
گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم
کریں۔ اِس لئے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت
سے کام لیں۔"

(سیرت مسیح موعودؑ از عرفانی صاحب)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ
عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"بیان کیا ہم سے حافظ روشن علی صاحب
نے کہ جب منارۃ المسیح بننے کی تیاری ہوئی تو
قادیان کے لوگوں نے افسرانِ گورنمنٹ کے پاس
شکائتیں کیں کہ اِس مینارہ کے بننے سے ہمارے
مکانوں کی پردہ دری ہوگی۔ چنانچہ گورنمنٹ کی
طرف سے ایک ڈپٹی قادیان آیا اور حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کو مسجد مبارک کے ساتھ والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حجرہ میں بلایا اُس وقت قادیان کے بعض لوگ جو
شکایات کرنے والے تھے وہ بھی اُس کے ساتھ
تھے۔ حضرت صاحب سے ڈپٹی کی باتیں ہوتی
رہیں اور اس گفتگو میں حضرت صاحب نے ڈپٹی
کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "یہ بڈھا مل بیٹھا ہے
آپ اِس سے پوچھ لیں کہ بچپن سے لے کر آج
تک کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ اِسے نامہ پہنچانے
کا مجھے موقع ملا ہو اور مَیں نے فائدہ پہنچانے
میں کوئی کمی کی ہو اور پھر اِس سے پوچھیں کہ کبھی
ایسا ہوا ہے کہ مجھے تکلیف دینے کا اِسے کوئی
موقع ملا ہو تو اس نے مجھے تکلیف پہنچانے میں
کوئی کسر چھوڑی ہو۔" حافظ صاحب نے یہ
کہا کہ مَیں اُس وقت بڈھا مل کی طرف دیکھ رہا
تھا اُس نے شرم کے مارے اپنا سر نیچے اپنے
زانوؤں میں دیا ہوا تھا اور اُس کے چہرہ کا
رنگ سپید پڑ گیا تھا اور وہ ایک لفظ بھی مُنہ سے
نہیں بول سکا۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۳۴)

سیرت المہدی حصہ اوّل میں حضرت صاحبزادہ
مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مولوی شیر علی
صاحب رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل روایت درج فرمائی
ہے:-

"بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے
کہ مارٹن کلارک کے مقدمہ میں ایک شخص مولوی
فضل دین لاہوری حضور کی طرف سے وکیل تھا

یہ شخص غیر احمدی تھا اور شاید اب تک زندہ ہے
اور غیر احمدی ہے۔ جب مولوی محمد حسین بٹالوی
حضرت صاحب کے خلاف شہادت میں پیش ہوا
تو مولوی فضل دین وکیل نے حضرت صاحب سے
پوچھا کہ اگر اجازت ہو تو مَیں مولوی محمد حسین صاحب
کی حسب و نسب کے متعلق کوئی سوال کروں۔
حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا کہ مَیں اِس کی
اجازت نہیں دیتا۔ اور فرمایا لا یحب اللہ
الجھر بالسّوء۔ مولوی شیر علی صاحب نے
بیان کیا کہ یہ واقعہ خود مولوی فضل دین نے
باہر آکر ہم سے بیان کیا تھا اور اُس پر اِس
بات کا بڑا اثر ہوا تھا چنانچہ وہ کہتا تھا کہ
مرزا صاحب نہایت عجیب اخلاق کے آدمی ہیں
ایک پہلے درجے کا دشمن ہے اور وہ اقدام
قتل کے مقدمہ میں آپ کے خلاف شہادت میں
پیش ہوتا ہے اور مَیں اُس کا حسب نسب
پوچھ کر اس کی حیثیت کو چھوٹا کر کے اُس کی
شہادت کو کمزور کرنا چاہتا ہوں اور اس سوال
کی ذمہ داری بھی مرزا صاحب پر نہیں تھی بلکہ
مجھ پر تھی مگر مَیں نے جب پوچھا تو آپ نے
بڑی سختی سے روک دیا کہ ایسے سوال کی مَیں ہرگز
اجازت نہیں دیتا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ
مولوی محمد حسین بٹالوی کے نسب میں بعض معیوب
باتیں سمجھی جاتی تھیں واللہ اعلم جن کو وکیل اپنے
سوال سے ظاہر کرنا چاہتا تھا مگر حضرت صاحب

نے روک دیا۔ دراصل حضرت صاحب اپنے ہاتھ
سے کسی دشمن کی بھی ذلت نہیں چاہتے تھے۔ ہاں
جب خدا کی طرف سے کسی کی ذلت کا سامان پیدا
ہوتا تھا تو وہ ایک نشانِ الٰہی ہوتا تھا جسے آپ
ظاہر فرماتے تھے۔" (سیرت المہدی)

یہی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جنہوں نے مخالفت
اور دشمنی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اپنے اخبار میں گالیاں
دیں۔ آپؑ کے خلاف کفر کا فتویٰ تیار کیا اور تمام ہندوستان
کے مولویوں سے اس پر دستخط کروائے۔ گورنمنٹ میں
آپ کے خلاف جھوٹی مخبریاں کیں۔ آپ کے خلاف مقدمات
میں جھوٹی گواہیاں دیں۔ لیکن اخیر میں جب ان کا اخبار
اشاعۃ السنہ بند ہو گیا اور ان کی حالت ایسی تباہ و زار
ہوئی کہ وہ اپنا مضمون لئے پھرتے تھے اور کوئی مولوی
یا ایڈیٹر اخبار اُسے چھاپتا نہ تھا تو حضرت اقدسؑ نے
مولوی صاحب موصوف کو کہلا بھیجا کہ

"آپ ہمارے پاس قادیان آجائیں ہم
آپ کے مضمون کی کتابت بھی کروا دیتے ہیں
اور چھپوا بھی دیتے ہیں۔"

۵۔ دوستوں سے وفاداری، محبت اور خدام نوازی

اب میں حضور علیہ السلام کی سیرت سے دوستوں
سے وفاداری، محبت اور خدام نوازی کے متعلق کچھ عرض
کروں گا۔ یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دوستی ایک
بڑا قیمتی سرمایہ ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں۔ غلط فہمیاں
چھوٹے موٹے اختلافات سے شکر رنجیاں پیدا ہوتی اور

ہو سکتی ہیں لیکن عہدِ دوستی میں رخنہ یا بگاڑ کا موجب
نہ بن جانی چاہئیں۔ اس بارہ میں حضور علیہ السلام کا اپنا
فرمان ہم سب کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

"میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ
مجھ سے عہدِ دوستی باندھے مجھے اس عہد کا اتنی
رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور
کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع نہیں
کر سکتا۔ ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو
ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر
ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو
اور بازار میں گرا ہوا ہو اور کتے اس کا منہ
چاٹ رہے ہوں تو بلا خوف لومۃ لائم اُسے اُٹھا
کر لے آئیں گے۔ فرمایا۔ عہدِ دوستی بڑا قیمتی جوہر
ہے اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہیئے اور
دوستوں میں کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے
اُسے اغماض اور تحمل کے محل میں اُتارنا چاہیئے۔"

(سیرت مسیح موعود علیہ السلام از عرفانی صاحب)

سلسلہ احمدیہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد
صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ
نے ایسا دل عطا کیا تھا جو محبت اور وفاداری
کے جذبات سے معمور تھا۔ آپ اُن لوگوں میں سے
تھے جنہوں نے کسی کی محبت کی عمارت کو کھڑا کر کے
پھر اس کے گرانے میں کبھی پہل نہیں کی ایک صاحب
مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کے کچھ دعوے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوست اور ہم مجلس تھے مگر آپ کے دعوئ مسیحیت
پر آکر اُن کو ٹھوکر لگ گئی اور انہوں نے نہ صرف
دوستی کے رشتہ کو توڑ دیا بلکہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہو گئے
اور آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگانے میں سب
سے پہل کی مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے دل میں آخر وقت تک ان کی دوستی کی یاد
زندہ رہی اور گو آپ نے خدا کی خاطر اُن سے
قطع تعلق کر لیا اور ان فتنہ انگیزیوں کے ازالہ
کے لئے ان کے اعتراضوں کے جواب میں زوردار
مضامین بھی لکھے مگر ان کی دوستی کے زمانہ کو
آپ کبھی نہیں بھولے اور ان کے ساتھ قطع تعلق
ہو جانے کو ہمیشہ تلخی کے ساتھ یاد رکھا چنانچہ
اپنے آخری زمانہ کے اشعار میں مولوی محمد حسین
صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ؎

قَطَعْتَ وُدًّا قَدْ نَمَوْنَاهُ فِي الصِّبَا
وَلَيْسَ فُؤَادِيْ فِي الْوُدَادِ يُقَصِّرُ

ترجمہ :- یعنی تُو نے تو اس محبت کے
درخت کو کاٹ دیا جو ہم دونوں نے مِل کر بچپن
میں لگایا تھا مگر میرا دل محبت کے معاملہ میں کوتاہی
کرنے والا نہیں ہے۔" (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۲۱۴)

نیز فرمایا :-

"خدا کی قسم میں اس تعلق کے زمانہ کو بھولا
نہیں اور میرا دل سنگلاخ زمین کی طرح نہیں ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک دیرینہ تعلق
رکھنے والے میر عباس علی صاحب لودھیانوی تھے ان کو بھی
مولوی محمد حسین بٹالوی کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے دعویٰ کی اشاعت کے وقت ابتلاء آگیا۔ میر صاحب
نے مخالفت کا اعلان کیا اور اس مخالفت میں حدِ ادب
اور رعایتِ اخلاق سے بھی وہ نکل گئے مگر حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے اپنی کسی تحریر یا تقریر میں اُن کے تعلق کے
عہد کو فراموش نہ کیا۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب
رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ :-

"عجالنڈھر کے مقام پر حضرت مسیح موعود
علیہ السلام میر صاحب کو سمجھا رہے تھے اور اس
فروتنی اور انکسار کے ساتھ کہ ایک سنگدل اور
خشونتِ طبع والا انسان بھی اگر قبول نہ کرے
تو کم از کم اس کے کلام میں نرمی اور ملائمت آجانی
چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب بھی
اُس سے خطاب کرتے تو "میر صاحب" "جناب
میر صاحب" کہہ کر مخاطب کرتے اور فرماتے کہ
آپ میرے ساتھ چلیں میرے پاس کچھ عرصہ رہیں
خدا تعالیٰ قادر ہے کہ آپ پر حقیقت کھول دے
مگر میر صاحب کی طبیعت میں باوجود صوفی ہونے
کے خشونت اور تیزی آجاتی ہے اور ادب
اخلاق کے مقام سے الگ ہو کر حضرت سے
کلام کرتے تھے مگر بایں حضرت صاحب نے
اپنے طرزِ خطاب کو نہ بدلا۔ آسمانی فیصلہ کے
اخیر میں میر صاحب کے متعلق ایک مبسوط تحریر
موجود ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبت اور دلسوزی سے آپ نے خطاب کیا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(سیرت مسیح موعودؑ از عرفانی صاحب)

میر عباس علی صاحب سے حضور علیہ السلام کے تعلق محبت و دوستی پر اُس خط سے روشنی پڑتی ہے جو حضور نے میر صاحب کی ایک بیماری کے ایام میں ان کو لکھا جبکہ وہ لدھیانہ میں بیمار ہو گئے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم مکرم اخویم میر عباس علی شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ عاجز چند روز سے امرتسر گیا ہوا تھا آج بروز چہار شنبہ بعد روانہ ہو جانے ڈاک کے یعنی تیسرے پہر قادیان پہنچا اور مجھ کو ایک کارڈ میر امداد علی صاحب کا ملا جس کے دیکھنے سے بمقتضائے بشریت بہت تفکر اور تردد لاحق ہوا اگرچہ میں بیمار تھا مگر اس بات کو معلوم کرنے سے کہ آپکی بیماری غایت درجہ کی سختی پر پہنچ گئی ہے مجھ کو اپنی بیماری بھول گئی اور بہت ہی تشویش پیدا ہو گئی۔ خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے عمر بخشے اور آپ کو جلد تر صحت عطا فرمائے۔ اِس تشویش کی حالت سے آج بذریعہ تار آپ کی صحت دریافت کی اور میں بھی ارادہ رکھتا ہوں کہ بشرط صحت و عافیت ۲۰ اکتوبر تک وہیں آ کر آپ کو دیکھوں اور میں خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ آپ کو صحت عطا فرمائے آپ کے لئے بہت دعا کروں گا۔ اور اب توکلاً علی اللہ آپ کی خدمت میں یہ خط لکھا گیا۔ آپ اگر ممکن ہو تو اپنے دستخط خاص سے مجھ کو مسرور الوقت فرمائیں۔

والسلام خاکسار مرزا غلام احمدؑ"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلقاتِ دوستی اپنے احباء اور متبعین کے تعلق میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:۔

"جب کوئی دوست کچھ عرصہ کی جدائی کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملتا تو اُسے دیکھ کر آپ کا چہرہ یوں شگفتہ ہو جاتا تھا جیسے کہ ایک بند کلی اچانک پھول کی صورت میں کھل جاوے اور دوستوں کے رخصت ہونے پر آپ کے دل کو از حد صدمہ پہنچتا تھا۔ ایک دفعہ جب آپ نے اپنے بڑے فرزند اور ہمارے بڑے بھائی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے قرآن شریف ختم کرنے پر آمین لکھی اور اس تقریب پر بعض بیرونی دوستوں کو بھی بُلا کر اپنی خوشی میں شریک فرمایا تو اُس وقت آپ نے اس آمین میں اپنے دوستوں کے آنے کا بھی ذکر کیا اور پھر ان کے واپس جانے کا خیال کر کے اپنے غم کا بھی اظہار فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں۔

۵

مہماں جو کر کے اُلفت آئے بعد مجبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقتِ رخصت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

دُنیا بھی اِک عجب ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سَو برس رہا ہے آخر کو پھر جُدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی"

(سلسلہ احمدیہ)

قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب کے زمانہ کا ایک پھلدار باغ ہے جس میں مختلف قسم کے ثمردار درخت ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا کہ جب پھل کا موسم آتا تو اپنے دوستوں اور مہمانوں کو ساتھ لے کر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور موسم کا پھل تڑوا کر سب دوستوں کے ساتھ مل کر نہایت بے تکلفی سے نوش فرماتے۔ اُس وقت یوں نظر آتا تھا کہ گویا ایک مشفق باپ کے اردگرد اس کی معصوم اولاد گھیرا ڈالے بیٹھی ہے۔ (سلسلہ احمدیہ)

حضرت اقدسؑ کو اپنے خادموں پر بے حد اعتبار ہوا کرتا تھا۔ ملازم مرد یا عورت جو سودا لاتے اُن سے کبھی باز پُرس نہ فرماتے اور جو کچھ وہ خرچ کرتے اور جو کچھ واپس دیتے آنکھ بند کر کے لے لیتے کبھی گرفت یا سختی نہیں کی۔ کبھی باز پُرس نہ کی۔ خدا جانے کیا قلب ہے۔ درحقیقت خدا ہی ان قلوبِ مطہرہ کی حقیقت کو جانتا ہے جو خاص حکمت اور ارادہ سے انہیں پیدا کرتا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی اپنی عینی شہادت اِس طرح پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"اتنے عرصہ دراز میں مَیں نے کبھی بھی نہیں سُنا کہ اندر تکرار ہو رہی ہے اور کسی شخص سے لین دین کے متعلق باز پُرس ہو رہی ہے۔ سبحان اللہ کیا سکون فزا دل اور پاک فطرت ہے جس میں سُوءِ ظن کا شیطان نشیمن نہیں بنا سکا۔ اور کیا ہی قابلِ رشک بہشتی دل ہے جسے یہ آرام بخشا گیا ہے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ مؤلفہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ سیرت المہدی حصہ اوّل میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام جب کسی سے ملتے تھے تو مُسکراتے ہوئے ملتے تھے اور ساتھ ہی ملنے والے کی ساری گلفتیں دُور ہو جاتی تھیں۔ ہر احمدی یہ محسوس کرتا تھا کہ آپ کی مجلس میں جا کر دل کے سارے غم دُھل جاتے ہیں۔ بس آپ کے مُسکراتے ہوئے چہرے پر نظر پڑی اور سارے جسم میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ آپ کی عادت تھی کہ چھوٹے سے چھوٹے آدمی کی بات بھی توجہ سے سُنتے تھے اور بڑی محبت سے جواب دیتے تھے۔ ہر آدمی اپنی جگہ سمجھتا تھا کہ بس مجھ ہی سے زیادہ محبت ہے۔ بعض وقت آدابِ مجلسِ رسول سے ناواقفِ حال لوگ دیر دیر تک اپنے لاتعلق قصے سُناتے رہتے تھے اور حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ بیٹھے سُنتے رہتے اور کبھی کسی سے یہ نہ کہتے تھے کہ اب بس کرو۔ نمازوں کے بعد یا بعض اوقات دوسرے موقعوں پر بھی حضور مسجد میں تشریف رکھتے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ارد گرد مشتاقین گھیرا ڈال کر بیٹھ جاتے تھے
اور پھر مختلف قسم کی باتیں ہوتی رہتی تھیں اور گویا
تعلیم و تربیت کا سبق جاری ہو جاتا تھا۔ مجلس
میں بیٹھے ہوئے لوگ محسوس کرتے تھے کہ علم و
معرفت کا چشمہ پھوٹ رہا ہے جس سے ہر شخص
اپنے مقدور کے موافق اپنا برتن بھر لیتا تھا۔ مجلس
میں کوئی خاص ضابطہ نہ ہوتا تھا بلکہ جہاں کسی
کو کوئی جگہ ملتی تھی بیٹھ جاتا تھا اور پھر کسی کو
کوئی سوال ہوتا تو اُس نے پوچھ لیا اور حضرت
صاحب نے جواب میں کوئی تقریر فرما دی یا کسی
مخالف کا ذکر ہو گیا تو اُس پر گفتگو ہو گئی یا
حضرت صاحب نے اپنا کوئی نیا الہام سُنایا
تو اُس کے متعلق کچھ فرما دیا یا کسی فرد یا جماعت
کی تکالیف کا ذکر ہوا تو اُس پر کلام کا سلسلہ
شروع ہو گیا۔ غرض آپ کی مجلس میں ہر قسم کی
گفتگو ہو جاتی تھی اور ہر آدمی جو بولنا چاہتا
بول لیتا تھا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے تحریر
فرمایا ہے کہ :-

"ایک دفعہ اتفاق ہوا کہ جن دنوں حضرت
صاحب تبلیغ لکھا کرتے تھے مولوی نورالدین
صاحب تشریف لائے۔ حضرت صاحب نے ایک
بڑا وودرقہ مضمون لکھا اور اس کی فصاحت و
بلاغتِ خداداد پر حضرت صاحب کو ناز تھا اور
وہ فارسی ترجمہ کے لئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ
رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر سیر کو چل دئے
مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی۔ واپسی
پر کہ ہنوز راستہ میں ہی تھے مولوی صاحب
کے ہاتھ میں کاغذ دے دیا کہ وہ پڑھ کر عاجز
راقم کو دے دیں۔ مولوی صاحب کے ہاتھ سے
وہ مضمون گر گیا۔ واپس ڈیرہ میں آئے اور بیٹھ
گئے۔ حضرت صاحب معمولاً اندر چلے گئے میں نے
کسی سے کہا کہ آج حضرت صاحب نے مضمون
نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور ابھی مجھے
ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں
تو رنگ فق ہو رہا ہے۔ حضرت صاحب کو خبر ہوئی
معمول ہشاش بشاش چہرہ، تبسم ریز لب۔
تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب
کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔
مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر
تکلیف کیوں کیا گیا۔ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ
اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل صـ۲۶۱)

یہ روایت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ
عنہ کی ہے حضرت مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے مقرب صحابہ اور صادقین میں سے تھے۔ حضور علیہ السلام
سے والہانہ عشق کا تعلق تھا اور حضور علیہ السلام بھی حضرت
مولوی صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ایک ظاہر بین
خادم و مخدوم اور محب اور محبوب میں فرق نہیں کر سکتا
تھا۔ حضرت مولوی صاحب ۱۹۰۵ء میں زیادہ بیمار ہو گئے

اور دو ماہ بیمار رہ کر وفات پائی۔ آپ کی بیماری بڑی دکھ دہ تھی۔ بعض دفعہ شدّتِ تکلیف میں نیم غشی کی سی حالت میں وہ کہا کرتے تھے کہ سواری کا انتظام کرو میں حضرت صاحب سے ملنے کے لئے جاؤں گا۔ بعض اوقات فرماتے اور ساتھ زار زار رونے لگتے تھے کہ دیکھو میں نے اتنے عرصہ سے حضرت صاحب کا چہرہ نہیں دیکھا۔ ایک دن اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ جا کر حضرت صاحب سے کہو کہ میں مرچلا ہوں مجھے صرف دُور سے کھڑے ہو کر اپنی زیارت کرا جائیں انہوں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی حضرت صاحب نے جواباً فرمایا کہ کیا کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میرا دل مولوی صاحب کو ملنے کو نہیں چاہتا؟ اصل بات یہ ہے کہ میں ان کی تکلیف کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضرت اُمّ المومنین رضؓ اُس وقت پاس ہی تشریف رکھتی تھیں انہوں نے کہا کہ جب وہ اتنی خواہش رکھتے ہیں تو آپ کھڑے کھڑے ہو آئیں۔ حضورؑ نے فرمایا اچھا میں جاتا ہوں لیکن ان کی تکلیف دیکھنے سے میں بیمار پڑ جاؤں گا۔ یہ کہہ کر حضورؑ اُس طرف روانہ ہوئے تو مولوی صاحب کی اہلیہ نے آگے جا کر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو اطلاع دی کہ حضور تشریف لا رہے ہیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے اپنی اہلیہ کو ملامت کی کہ کیوں حضرت صاحب کو تم نے تکلیف دی۔ کیا میں نہیں جانتا کہ وہ کیوں تشریف نہیں لاتے۔ میں نے تو اپنے دِل کا دُکھڑا رویا تھا۔ تم فوراً جا کر عرض کرو کہ حضور تکلیف نہ فرمائیں۔ بسا اوقات مسجد میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب کی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے مگر میں ان کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مولوی صاحب کی وفات کا ایسا ہی صدمہ ہوا جیسے ایک محبت کرنے والے باپ کو ایک لائق بیٹے کی وفات کا ہوا کرتا ہے مگر آپ کی محبت کا اصل مرکزی نقطہ خدا کا وجود تھا۔ اس لئے آپ نے کامل صبر کا نمونہ دکھایا۔ اور جب بعض لوگوں نے زیادہ صدمہ کا اظہار کیا اور اِس بات کے متعلق فکر ظاہر کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی ذات کے ساتھ بہت سے کام وابستہ تھے اب ان کے متعلق کیا ہوگا تو آپ نے ایسے خیالات پر توبیخ فرمائی اور فرمایا کہ:-

"مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات پر حد سے زیادہ غم کرنا اور اس کی نسبت یہ خیال کر لینا کہ اس کے بغیر اب فلاں حرج ہوگا ایک قسم کی مخلوق کی عبادت ہے۔ کیونکہ جس سے حد سے زیادہ محبت کی جاتی ہے یا حد سے زیادہ اس کی جدائی کا غم کیا جاتا ہے وہ معبود کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اگر ایک کو بُلا لیتا ہے تو دوسرا اس کے قائمقام کر دیتا ہے۔ وہ قادر اور بے نیاز ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(سلسلہ احمدیہ)

شرک کی باریک سے باریک راہوں سے بھی اجتناب کا حکم مسلمانوں کو دیا گیا ہے جیسے بُت پرستی شرک ہے اسی طرح انسان پرستی بھی شرک میں داخل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اِس ارشاد میں جماعت کو اِس طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ سبق بُھلانے والا نہیں۔

۷۔ مہمان نوازی

اب میں حضورؑ کے اخلاقِ فاضلہ میں سے مہمان نوازی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے خُلق پر کچھ عرض کروں گا۔

آپؐ کی مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ جہاں کوئی دوست آیا اور آپ کا چہرہ خوشی سے پھول کی طرح کھل گیا۔ مہمان کو اچھی جگہ بٹھاتے۔ اس کے متعلقین کی خیریت دریافت فرماتے اور جو کچھ وہ عرض کرتا بڑی توجہ سے سُنتے۔ جو خدام مہمان نوازی کے کام پر متعین تھے ان کو بار بار تاکید فرماتے کہ مہمانوں کی خاطر تواضع میں کوئی کسر نہ رہ جائے پھر خود بھی ذاتی توجہ ہر مہمان کے آرام اور اس کی ضروریات کے متعلق فرماتے۔ اگر کسی دوست نے کچھ عرصہ قیام کرنا ہوتا تو اُس سے دریافت فرماتے کہ گھر میں وہ کیا کیا کھانے کھاتے تھے تا اُن کی عادت کے مطابق خوراک کا انتظام فرما سکیں۔ مدتوں حضور علیہ السلام دوستوں کے ساتھ مل کر باہر کھانا تناول فرمایا کرتے۔ لیکن دراصل یہ ساتھ کھانا کھانے کی غرض کم اور خدمت کی غرض زیادہ رکھتا تھا۔ کھانے کے دوران خود اُٹھ اُٹھ کر گرم چپاتی اندر سے لے کر آتے۔ کسی دوست کی خواہش کے اظہار پر اچار مربّہ اندر سے لے آتے۔ حضور بہت کم خور تھے۔ زیادہ وقت دوستوں کو کھلانے میں ہی گذرتا تھا۔ ایک دوست حافظ عظیم بخش صاحب پٹیالوی آنکھوں سے نابینا تھے وہ ذکر کیا کرتے تھے کہ حضرت اقدس مجھے اپنے ہاتھ سے لقمہ بنا کر دیتے اور میں کھاتا۔"

قاضی محمد یوسف صاحب جو عرصہ دراز تک صوبہ سرحد کے امیر رہے ہیں اور سلسلہ کے ایک مخلص خادم تھے بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور عبدالرحیم خاں صاحب پسر مولوی غلام حسین خاں صاحب پشاوری مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت صاحب کے گھر سے آیا تھا ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک مکھی پر پڑی چونکہ مجھے مکھی سے طبعاً نفرت ہے میں نے کھانا ترک کر دیا اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اُٹھا کر واپس لے گئی اتفاقاً ایسا ہوا کہ اُسی وقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے خادمہ حضرت کے پاس سے گذری تو اُس نے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اُٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ لو حضرت صاحب نے اپنا تبرک دے دیا ہے۔ اِس روایت کے لکھتے وقت ایک امر نے خاص طور پر مجھے متوجہ کیا وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ اپنے اخلاص فدائیت جذبۂ خدمت محبت اور وفا کے باوجود حضور علیہ السلام سے ایسے بے تکلف تھے جیسے گہرے دوست۔ حضور علیہ السلام کی ذات ان کے لئے ایک ہوّا نہ تھی کہ خوف میں دبے جاتے ہوں۔ حضور کی مجالس میں بھی اور حضور کا ذکر کرتے ہوئے بھی صرف "حضرت" کے لفظ کا استعمال عدم احترام پر نہیں بلکہ قُرب اور پیار اور جانثاری پر دلالت کرتا ہے۔ آپ میں اور آپ کے صحابہ میں کسی قسم کی کوئی غیریت نہ تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مُرسلین اور مامورین کی یہی شان ان میں وہ مقناطیسی قوت پیدا کر دیتی ہے جو سُننے سے نہیں دیکھنے سے ہی سمجھ میں آسکتی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بڑی رات گئے ایک

مہمان آگیا کوئی چارپائی خالی نہ تھی اور سب سو رہے تھے
حضرت اقدسؑ نے فرمایا ذرا ٹھہریئے مَیں ابھی انتظام کرتا
ہوں۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور دیر تک واپس
تشریف نہ لائے۔ مہمان نے خیال کیا کہ شاید حضرت بھول
گئے۔ اُس نے ڈیوڑھی میں جھانکا تو دیکھا کہ ایک صاحب
چارپائی بُن رہے ہیں اور حضرت خود مٹی کا دیا اُٹھائے
اس کے پاس کھڑے ہیں۔ چارپائی بُنی گئی اور مہمان کو دی
گئی۔ اِدھر مہمان صاحب عرقِ ندامت میں غرق ہو رہے
تھے کہ مَیں نے آدھی رات کے وقت حضرت کو اِس قدر
تکلیف دی اُدھر حضرت اقدس عذر فرما رہے تھے کہ
چارپائی لانے میں دیر ہو گئی۔"

حضور علیہ السلام کی زندگی کے آخری ایّام کی بات
ہے کہ حضورؑ کے ایک صحابی بابو شاہ دین صاحب بہت
بیمار ہو گئے انہی دنوں حضور کو لاہور کا سفر اختیار
کرنا پڑا۔ یہ حضور علیہ السلام کا آخری سفر تھا۔ وفات
سے تیرہ روز قبل حضور علیہ السلام نے حضرت ڈاکٹر خلیفہ
رشید الدین صاحب کو ایک خط لکھا (جو اُن دنوں
قادیان میں تھے) جس میں بابو صاحب کی تیمارداری
کی طرف خاص توجہ دلائی گئی تھی۔ حضورؑ نے تحریر فرمایا۔

"بابو شاہ دین صاحب کی خبر گیری سے
آپ کو بہت ثواب ہو گا مَیں بہت متردّدہ
ہوں کہ اُن کے ایسے نازک وقت میں قادیان
سے سخت مجبوری کے ساتھ مجھے آنا پڑا اور
جس خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے مَیں
حریص تھا وہ آپ کو ملا۔ اُمید ہے آپ ہر روز
خبر لیں گے اور دعا بھی کرتے رہیں گے اور مَیں
بھی دعا کرتا ہوں۔"

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے اپنا ایک
واقعہ یوں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:۔

"دو چار برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ
آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے
جون کا مہینہ تھا اور اندر مکان نیا نیا بنا تھا
مَیں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی
اُس پر لیٹ گیا۔ حضرت ٹہل رہے تھے۔ مَیں
ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی
کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ مَیں ادب سے گھبرا
کر اُٹھ بیٹھا۔ آپ نے بڑی محبت سے پوچھا
آپ کیوں اُٹھے؟ مَیں نے عرض کیا کہ آپ
نیچے لیٹے ہوئے ہیں مَیں اُوپر کیسے سوئے
رہوں مُسکرا کر فرمایا مَیں تو آپ کا پہرہ دے
رہا تھا لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا
کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ مؤلفہ عرفانی صاحب)

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے
بیان کیا کہ:۔

"ایک دن دوپہر کے وقت ہم مسجد مبارک
میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ کسی نے اُس
کھڑکی کو کھٹکھٹایا جو کوٹھڑی سے مسجد مبارک
میں کھلتی تھی۔ مَیں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تشریف لائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک طشتری ہے جس
میں ایک ران بھُنے ہوئے گوشت کی ہے وہ
حضور نے مجھے دی اور حضور خود واپس اندر
تشریف لے گئے اور ہم نے بہت خوشی سے
اُسے کھایا۔ اس شفقت اور محبت کا اثر اب
تک میرے دل میں ہے۔ اور جب بھی اس
واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو میرا دل خوشی اور
فخر کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(سیرت المہدی حصّہ چہارم غیر مطبوعہ)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی مہمان نوازی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :۔

"یہ صفت آپ میں اتنی نمایاں تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ ہر وقت مہمانوں کی آمد کے لئے چشم براہ رہتے ہیں اور جب بھی کوئی مہمان آتا تھا خواہ وہ غریب ہو یا امیر آپکے دل کی کلی شگفتہ ہو کر پھول کی طرح کھل جاتی تھی اور آپ اس کے آنے پر ہر رنگ میں دلی خوشی کا اظہار کرنے اور ہر ممکن طریق سے آنے والے مہمان کو آرام پہنچانے کی فکر میں لگ جاتے تھے۔

شروع شروع میں آپ اکثر اوقات اپنے مکان کے مردانہ حصّے میں مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے اور یہ مجلس یوں نظر آتی تھی کہ جیسے ایک شفیق اور بے تکلّف باپ اپنے بچّوں کے درمیان بیٹھا ہے اور ایسے وقع پر علمی اور دینی مذاکرے کے علاوہ عام قسم کی باتیں بھی ہوتی رہتی تھیں۔ آپ اپنے دوستوں کی باتیں سُنتے تھے اور انہیں اپنی باتیں سُناتے تھے اور ساتھ ساتھ اِس بات کا بھی خیال رکھتے تھے کہ کوئی مہمان بھُوکا نہ رہے اور دستر خوان کی ہر چیز ہر شخص کے سامنے پہنچ جائے۔ اور چونکہ آپ بہت کم کھانا کھاتے تھے اِس لئے بسا اوقات آپ شکم سیر ہونے کے بعد بھی روٹی کے چھوٹے چھوٹے ذرّے توڑ کر وقفہ وقفہ سے مُنہ میں ڈالتے رہتے تھے تاکہ کوئی مہمان آپ کو فارغ دیکھ کر شرم کی وجہ سے کھانے سے ہاتھ نہ کھینچ لے

ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم رضؓ نے دستر خوان پر نظر دوڑا کر اچار کا نام لیا اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوراً کھانا چھوڑ کر اُٹھے اور اندرون خانہ جا کر اچار لے آئے اور حضرت مولوی صاحب کے سامنے رکھ دیا۔

آپ کا یہ بھی طریق تھا کہ شہتوت وغیرہ کے موسم میں مہمانوں کو ساتھ لے کر اپنے باغ میں تشریف لے جاتے اور شہتوت اُتروا کر مہمانوں کے سامنے رکھوا دیتے اور پھر مہمانوں کے ساتھ مِل کر خود بھی کھاتے اور مہمانوں کو بھی کھلاتے۔

اور ساتھ ساتھ ہر قسم کی گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ ایسے موقعوں پر بے تکلّفی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ بسا اوقات آپ نیچی چارپائی پر بیٹھے ہوتے تھے اور مہمان اُونچی چارپائی پر جگہ پاتے

تھے یا آپ پائنتی کی طرف بیٹھے ہوتے تھے اور مہمان سرہانے کی طرف ہوتے تھے۔ یا آپ ننگی چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور مہمانوں کے نیچے کھیس یا چادر والی چارپائی ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ بعض اوقات ایک اجنبی شخص کے لئے یہ جاننا مشکل ہو جاتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کون ہیں اور کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ لیکن اِس بے تکلفی کے باوجود آپ کے عقیدت مندوں کے دِل میں آپ کی اتنی محبت تھی کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ وہ پروانوں کی طرح آپ کے اِرد گرد گھومتے تھے کیونکہ آپ کا تعلق اپنے مریدوں کے ساتھ افسر ماتحت کا نہیں تھا بلکہ باپ بیٹے کا تھا۔

بعض اوقات جب آپ کی طبیعت اچھی ہوتی تھی اور کوئی مہمان قادیان کے قیام کے بعد اپنے وطن کو واپس جانے لگتا تھا تو آپ اُسے رخصت کرنے کے لئے ایک ایک دو دو میل تک اس کے ساتھ جاتے تھے اور پھر بڑی محبت اور دعا کے ساتھ اسے رخصت کرتے تھے اور مہمانوں کی واپسی کے وقت آپ کے دل کو ایسا صدمہ ہوتا تھا کہ گویا ایک نہایت ہی پیارا عزیز جُدا ہو رہا ہے۔ اور آپ بسا اوقات واپس جانے والے مہمان کو تاکید فرماتے تھے کہ پھر آؤ اور بار بار آؤ۔

جب صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید جو علاقہ خوست کے چوٹی کے عالم اور رئیس خاندان سے تھے قادیان کے قیام کے بعد افغانستان واپس جانے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو رخصت کرنے کے لئے قریباً دو میل تک ان کے ساتھ بٹالہ کی سڑک پر پیدل تشریف لے گئے۔ جب عین جُدائی کا وقت آیا تو صاحبزادہ صاحب فرطِ غم کی وجہ سے بیتاب ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں گر گئے اور زار زار روتے ہوئے عرض کیا:۔

"حضرت مَیں محسوس کرتا ہوں کہ میری موت قریب ہے اور مجھے حضور کا مبارک چہرہ پھر دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔"

اور یہی ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی وجہ سے کابل پہنچنے پر اس عاشقِ مسیح کو زمین میں کمر تک گاڑ کر ہزاروں پتھروں کی بے پناہ بارش سے شہید کر دیا گیا۔"

(ماہنامہ انصاراللہ دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۱، صفحہ ۲۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیر معمولی جمالی صفات اور آپ کے بے مثال حُسن و احسان کا ہی یہ ثمرہ تھا کہ آپ کے حلقہ بگوش اپنا تن، من، دھن آپ پر قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتے تھے۔ گو یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ فرق کرنا بھی بڑا مشکل تھا کہ پروانے شمع پر نثار ہو رہے ہیں یا شمع پروانوں پر۔

اللّٰھم صَلِّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰل محمدٍ وبارک وسلم
انّک حمیدٌ مجیدٌ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک حقیقت

(شورش کاشمیری کی ایک نظم پڑھ کر)

جن پہ "لرزہ" تھا ہمیشہ چھولتے پھلتے رہے
اور اکڑ فونوں کی ہستی کا نشاں مٹتا گیا

جس روش پر وہ نہ ناتے تھے وہ فرسودہ ہوئی
جس پہ نازاں تھے وہ اندازِ بیاں مٹتا گیا

لب پہ دشنامِ غلیظ آتی رہی آتی رہی
اور ذہنوں سے تقدس کا سماں مٹتا گیا

جب کسی دَر پر کسی کا سر جھکایا ظلم نے
ہو گئی روشن جبیں اور آستاں مٹتا گیا

گردشِ شام و سحر نے دی گواہی رات دن
اِک جہاں بنتا گیا اور اِک جہاں مٹتا گیا

جب غلامانِ محمدؐ آ گئے قرآں بدست
آ گیا زورِ یقیں۔ وہم و گماں مٹتا گیا

جدّ و جُہدِ زندگی منزل بہ منزل دم بدم
اِس طرح اندیشۂ سُود و زیاں مٹتا گیا

گلشن و دیں پر نسیم اِن دشمنوں کے باوجود
فصلِ گُل آتی گئی دورِ خزاں مٹتا گیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتوبِ گیمبیا

گیمبیا وہ خوش نصیب ملک ہے جہاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے القاء فرمایا کہ مغربی افریقہ کے جملہ ممالک کے لئے ایک لاکھ پونڈ صرف کیا جائے تا انکی بہبود کا انتظام ہو سکے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں 'مجلس نصرت جہاں' کا قیام عمل میں آیا اور دیگر ممالک کے علاوہ گیمبیا میں بھی متعدد ڈسپنسریاں اور ایک سکول کھولا گیا۔ اِس سکول کی حکومت سے اجازت عمارت کی تعمیر اور پہلے پرنسپل کی حیثیت سے کچھ دیر کام کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مکرم چوہدری محمد شریف صاحب سابق رئیس التبلیغ بلادِ عربیہ کو عطا فرمائی۔

اِس سکول کے متعلق حال ہی میں برادرم مکرم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب کا ایک خط موصول ہوا ہے جو درج ذیل ہے :-

---

سکول ہماری تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور عاجز نے اِس کے ذریعہ گیمبیا کے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں نفوذ پیدا کرنے کی مہم شروع کی ہے۔ اِس سے قبل وزیرِ تعلیم کے دَورہ کی مختصر رپورٹ مورخہ ۱۳/۱۱/۷۳ کے خط میں عرض کر چکا ہوں۔ اس کی تصاویر عزیز نسیم احمد پرنسپل نے ارسال کر دی ہیں۔

پرنسپل صاحب عزیز نسیم احمد کے ذریعہ وزیرِ صحت آنریبل جلیلو سنگھاٹے کو سکول میں آنے کی دعوت دی تھی جو اُنہوں نے منظور کر لی تھی۔ چنانچہ کل مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۷۳ء بروز بدھ پروگرام کے مطابق آنریبل وزیر صاحب موصوف دو پارلیمنٹری سیکرٹریوں کے ساتھ ہمارے نصرت ہائی سکول تشریف لائے۔ خاکسار اور پرنسپل صاحب نے ان کا استقبال کیا۔ پرنسپل صاحب نے پہلے سکول کی تاریخ وغیرہ پر روشنی ڈالی۔ خاکسار نے اس کے اغراض و مقاصد بتائے۔ سکول کی کلاسوں کا بھی معائنہ کرایا۔ وزیر موصوف بے حد متأثر ہوئے اور انہوں نے بھی وزیرِ تعلیم کی طرح زائرین بک پر HIGHLY IMPRESSED لکھا۔ یہاں اموسوما کے ڈاکٹر صاحبان کو بھی تعارف کے لئے بُلایا ہوا تھا۔ ان سے بھی تعارف کرایا گیا اور وزیر صاحب موصوف کو بڑی تفصیل کے ساتھ میڈیکل سنٹرز کے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ وزیر موصوف تو اتنے متأثر تھے کہ کہنے لگے کہ اگر میں جماعتِ احمدیہ میں شامل ہونا چاہوں تو کیا طریق ہے؟ اُن کو بتایا گیا کہ فارم آپ کو بھیجا جائے گا آپ

شرائطِ بیعت پڑھ کر فیصلہ کر لیں۔ پھر کہنے لگے کہ میں کم از کم آج سے یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ "I am a supporter of the Ahmadiyya Community."

اِس موقع پر ہماری جماعت کے جنرل سیکرٹری کو بھی مَیں نے بُلایا ہوا تھا انہوں نے بھی ان کو ہماری جماعت کے مغربی افریقہ کے دوسرے ملکوں میں کاموں کے متعلق اپنا ذاتی مشاہدہ بتایا (ہماری جماعت کے جنرل سیکرٹری مسٹر ٹی۔بی۔فون (T.B. FOON) لیبر کمشنر ہیں)۔

وزیر موصوف کو کلاس رُوم کے علاوہ وہ کمرے جن میں سپورٹس، لیبارٹری کا سامان پڑا ہے دکھائے اور آئندہ کے پروگرام سے بھی آگاہ کیا۔ بہرحال وہ بھی اور ان کے ساتھ پارلیمنٹری سیکرٹری بھی اور سراکونڈا کے ایگزیکٹو آفیسر بھی سکول کے اس معائنہ سے بہت ہی خوش ہوئے۔ انشاء اللہ آئندہ تمام وزراء اور پریذیڈنٹ کو بھی سکول میں بُلانے کا پروگرام بنا رہا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حقیر کاموں میں برکت ڈالے اور یہاں کے لوگوں کے دلوں کو احمدیت قبول کرنے کے لئے کھول دے۔

اٰمین ثم اٰمین

خاکسار بشیر الدین عبید اللہ

مبلغ گیمبیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مفید اور مؤثر دوائیں!

نُور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی خوبصورتی، صحت اور تندرستی کے لئے مفید ترین جڑی بُوٹیوں کا جوہر، آنکھوں کی بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ بچّوں، عورتوں اور مَردوں سب کے لئے مفید۔

قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اسقاطِ حمل، بچّوں کا پیدا ہو کر فوت ہو جانا یا کمزور رہنے کے لئے مفید عام گولیاں۔

قیمت مکمّل کورس بیس ۲۰ روپے

نُورِ نظر

اولادِ نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بہترین تجویز۔ قیمت مکمل کورس پچیس ۲۵ روپے۔

سُرمہ خورشید

دُھند، غبار، خارش، کُکرے، موتیا بند اور دیگر امراضِ چشم کے لئے اکسیر اور لاجواب۔ قیمت ۷۵ پیسے۔

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

فون نمبر ۵۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغی رسالہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

ضرور خریدیں

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابل قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اسکی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے فضائل اور محاسن پر بہت اچھے پیرایہ میں بحث کی جاتی ہے۔"

سالانہ چندہ ۸/- (مینجر الفرقان ربوہ)

شہزین

شہزین

شہزین

مرضِ اٹھرا کی مؤثر ترین دوا

حکیم نظام جان اینڈ سنز

ربوہ ـــــ ٹنڈو محمد خاں ـــــ گوجرانوالہ

اچھوتے اور بے مثل ڈیزائنوں میں

بیاہ شادی کیلئے

چڑاؤ وسادہ سیٹ

چاندی کے خوشنما برتن، ٹی سیٹ وغیرہ

فرحت علی جیولرز

کمرشل بلڈنگ شاہراہِ قائدِ اعظم لاہور۔ فون نمبر ۵۲۶۲۳